مسلمان — ایک قوم، ایک ملت

اسلام میں ذات پات کا وہ تصور نہیں ہے جو یوروپ میں نسل پرستی کی وجہ سے ہے یا بھارت میں منو اسمرتی میں درج اونچ نیچ اور چھوت اچھوت کی وجہ سے ہے۔ بعض دانشوروں نے بھارت کے مسلم سماج کو اشراف، اجلاف اور ارذال تین خانوں میں بانٹا ہے۔ یہ اصطلاح قرآن وسنت کی اصطلاح نہیں ہے۔ بلکہ بھارت کے مخصوص سماجی تناظر میں وضع کردہ ایک غیر اسلامی اصطلاح ہے، اور بھارت کی سماجی بناوٹ کا آئینہ دار ہے۔ سماجی، معاشی، تہذیبی اور تعلیمی اعتبار سے جو گروہ جس پائیدان پر ہے اس کی بنیاد پر بعض ماہر سماجیات نے ایک خود ساختہ تقسیم بنادی ہے، جس کی سوشل بیس سماجی احساس تو ہے مگر نظریاتی بنیاد آئیڈیا لوجکل بیس نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید ابوذر کمال الدین

ہر وہ مرد وعورت جو خود کو مسلمان مانتے ہیں اور اللہ کی وحدانیت، بلا تفریق سلسلہ نبوت کی تصدیق کرتے ہیں اور حضور پاک ﷺ کو پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے اللہ کی رحمت کی نشانی مانتے ہیں اور اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے آخری رسول ہیں اب قیامت تک کوئی رسول نہیں آئے گا۔ اللہ کی طرف سے نازل کردہ تمام صحائف اور کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور قرآن پاک کو اللہ کی طرف سے نازل کردہ آخری اور مکمل ہدایت نامہ مانتے ہیں۔ آخرت کے وقوع ہونے پر ایمان لاتے ہیں، تقدیر اور فرشتوں پر ایمان لاتے ہیں، تمام اوامر اور نواہی کو تسلیم کرتے ہیں اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں ہیں، اس کے باوجود کہ وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی برتتے ہیں، اور بہت سے چھوٹے بڑے گناہوں میں ملوث ہیں، وہ گنہگار ہونے کے باوجود جب تک اعلانیہ خود کو کافر ومشرک اور دہریہ ہونے کا اعلان نہیں کرتے وہ مسلمان ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کے ایک فرد ہیں، انہیں مسلمان سمجھا اور مانا جائے گا اور مسلم سوسائٹی میں ان کے حقوق بحیثیت مسلمان ادا کیے جائیں گے۔ وہ اکرام آدم اور اکرام مسلم کے مستحق قرار دیے جائیں گے اور انہیں بلا لحاظ مسلک، ذات، برادری اور جماعت کے وسیع تر اسلامی برادری کا فرد، ملت اسلامیہ کا اٹوٹ حصہ اور مسلمان قوم مانا جائے گا۔ اس سے محبت، اس کی خیر خواہی، اس کی معاونت، اس کی حاجت روائی اور جائز امور میں اس کا ساتھ دینا مسلم سوسائٹی پر فرض ہوگا۔

مسلمانوں کو دنیا کی عام قوموں کی طرح سمجھنا ایک بنیادی غلطی ہے۔ مسلمان کوئی لونی، لسانی، نسلی اور علاقائی گروہ نہیں ہیں بلکہ وحدت اور رسالت کی اینٹ سے چنی سیسہ پلائی ایک ایسی دیوار ہے جو تمام تر حد بندیوں سے آزاد اور ایک آفاقی، عالمی اور دائمی امت ہے۔ ذات پات کی تفریق، چھوٹے بڑے کی تمیز اور قومی وعلاقائی حد بندیاں یہ وہ خارجی تصورات ہیں جو اسلام کے آفاقی کردار سے متصادم ہیں۔ اسلام ون نیشن اور ون ورلڈ کا داعی ہے۔ ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست، اسلام کا رب، رب العالمین ہے، اسلام کا رسول، رحمۃ للعالمین ہے، اسلام کی کتاب ہدی للناس ہے۔ اسلام کی علم بردار ملت اخرجت للناس ہے۔ تو ہماری تعریف یہ ہے کہ ہم خدا کی طرف سے، خدا کے بندوں کے لیے ہدایت، خیر اور نجات کے داعی ہیں اور ہمارے دل میں پوری انسانیت اور ساری کائنات کے لیے خیر خواہی اور دلسوزی پائی جاتی ہے۔ ہمارا جینا اور مرنا محض اللہ کی رضا کے لیے ہے اور ہم انسانیت عامہ کی بھلائی کو اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی انسانیت کی سب سے بڑی بھلائی ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، مظلوموں کی حمایت کرنا، ظالم کے مقابلے سینہ تان کر کھڑے ہوجانا اور ظلم سے اس کو باز رکھنا، ننگے کو کپڑا پہنانا، بیمار کا علاج اور اس کی تیمارداری کرنا، مسافروں کی خبر گیری کرنا، یتیم، مسکین، بیوہ، معذور، بزرگ بے سہارا کے کام آنا اور حق کی خاطر لڑنا یہ صاحب ایمان کا شیوہ ہے تاکہ دنیا میں امن و سلامتی قائم ہو اور ظلم واستحصال مٹے۔

اس اسلام کے علم بردار بن کر اٹھنا اور صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے خیر کا ذریعہ بنانا یہ ایک مومن کا فطری کردار ہے اور یہی اس کا اصلی تعارف ہے۔ یہ وہ آئینہ ہے جس میں آپ اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ آپ کس درجہ کے مسلمان ہیں۔

افسوس ہے کہ قرآن کا وہ مومن کہیں کھو گیا ہے اور روایات وخرافات میں گم ہو کر اپنے وجود کی معنویت کھوتا جا رہا ہے۔ بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے۔ مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے۔ ایک صاحب نے مسلمانوں کی حالت زار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانی در کتاب، مسلمان در گور۔ یعنی اسلام کتابوں میں بند ہے اور جو مسلمان تھے وہ اپنی قبروں میں جا چکے ہیں۔ اس وقت مسلمان کے نام پر کھوٹے سکے چل رہے ہیں اور چلائے جا رہے ہیں۔ قرآن نے منافقوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں جبکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ خود دھوکہ کھا رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔

اسلام نے جاہلیت کے جتنے بت تھے سب کو توڑ دیا تھا اور صاحبان شرک اور کفر کے سامنے علی الاعلان کہا کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے انسانوں اور انسان کے درمیان عصبیت کے تمام بت توڑ دیئے اور اعلان کیا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو اس لیے کسی پر کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ تمہارے درمیان جو قبیلہ اور خاندان کی تمیز ہے، وہ محض پہچان کے لیے ہے۔ کسی گورے کو کالے پر کسی کالے کو گورے پر، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ اسلام میں ذات پات کا وہ تصور نہیں ہے جو یوروپ میں نسل پرستی کی وجہ سے ہے یا بھارت میں منو اسمرتی میں درج اونچ نیچ اور چھوت اچھوت کی وجہ سے ہے۔ بعض دانشوروں نے بھارت کے مسلم سماج کو اشراف، اجلاف اور ارذال تین خانوں میں بانٹا ہے۔ یہ اصطلاح قرآن وسنت کی اصطلاح نہیں ہے۔ بلکہ بھارت کے مخصوص سماجی تناظر میں وضع کردہ ایک غیر اسلامی اصطلاح ہے، اور بھارت کی سماجی بناوٹ کا آئینہ دار ہے۔ سماجی، معاشی، تہذیبی اور تعلیمی اعتبار سے جو گروہ جس پائیدان پر ہے اس کی بنیاد پر بعض ماہر سماجیات نے ایک خود ساختہ تقسیم بنادی ہے، جس کی سوشل بیس سماجی احساس تو ہے مگر نظریاتی بنیاد آئیڈیا لوجکل بیس نہیں ہے۔ اس لیے مسلمان سماج کو مصنوعی خانوں میں تقسیم کر کے ان کے اندر طبقاتی کشمکش کا ماحول پیدا کرنا اسلام دشمنی کی واضح علامت ہے۔ مسلمان سماج کو اور اسلام کو دو چیزوں نے نقصان پہنچایا اور اس کی صورت بگاڑنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے، اس میں ایک مسلکی جنگ ہے اور دوسرا برادری کی کشمکش ہے۔ ملک کی سیاسی پارٹیوں نے مسلمان سماج کی ان اندرونی کمزوریوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ زیادہ تر کم عیار اور دین وضمیر کا سودا کرنے والے لوگ ہیں اور ہر ایک نے اپنی ایک قیمت متعین کر رکھی ہے۔ اس لیے ان کو ڈرایا دبایا، خریدا اور بیچا جا سکتا ہے۔ آزادی کے بعد سے یہ کھیل جاری ہے اور نہ جانے آگے کب تک جاری رہے گا؟ مسلمانوں کے کم عیار قائدین اور دنیا پرست علماء چاہے مسلمانوں کو جتنے خانوں میں بانٹ کر ان کو بے وزن کرنے کی مہم میں دشمنانِ اسلام کے ساتھ جیسی بھی سودے بازی کریں مسلمان عوام ایک ملت، ایک دین اور ایک قوم ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ اتحاد ہمیں کھڑا ہونے کا حوصلہ دے گا، جبکہ اختلاف ذلت کی کھائی میں ڈھکیل دے گا۔ مسلمان نوجوان دیکھیں اور فیصلہ کریں انہیں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا ہے۔

اسلام نے جاہلیت کے جتنے بت تھے سب کو توڑ دیا تھا اور صاحبان شرک اور کفر کے سامنے علی الاعلان کہا کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے انسانوں اور انسان کے درمیان عصبیت کے تمام بت توڑ دئیے اور اعلان کیا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔

abuzarkamaluddin.com

صحافت سماج کا شفاف آئینہ

ہم سب بخوبی واقف ہیں کہ اردو اخبارات اور اردو صحافت نے اپنی ابتدا سے ہی عوام اور قوم وملک کے مفاد میں نہایت بیباکی اور منصفانہ طریقے سے اپنی آواز بلند کی ہے اور ہر طرح کے تعمیری کاموں میں بہت فعال رہی ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ تحریک آزادی ہند میں اگر اردو صحافت پوری ایمانداری کے ساتھ اپنا کام انجام نہیں دیتی تو شاید ہم لوگ آج بھی انگریزوں کے غلام رہتے اور ہمارا ملک جمہوری ملک نہیں کہلاتا۔ آج اردو اخبارات سے وابستہ افراد نہ جانے کیوں اس تلخ حقیقت کو بھول گئے کہ آزادی اور انقلاب کے جذبے کو بیدار کرنے میں سب سے اہم رول اردو صحافت کا رہا ہے۔ وہ یہ بھی بھول گئے کہ اردو زبان کو فروغ دینے میں جو خدمات اردو صحافت کی رہی ہیں وہ اردو زبان کی تاریخ کا روشن باب ہیں۔

مصلح الدین کاظم

گزشتہ سے پیوستہ

جب ہم ہندوستان کی تحریک آزادی میں صحافت کے کردار کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں بخوبی اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ ماضی میں لوگ صحافت کو تعمیری اور مثبت کاموں کے طور پر استعمال کرتے تھے، مگر عصر حاضر میں بہت سارے ضمیر فروش صحافی اس کے ذریعہ تخریبی کام انجام دے رہے ہیں۔ اس طرح کی صحافت کو ''زرد صحافت'' سے تعبیر کرنا قطعاً غلط نہیں ہوگا۔ یہ زرد صحافت سماج میں نفرت کی آگ بھڑکا رہی ہے، ایک مذہب کے ماننے والوں کو دوسرے مذاہب کے لوگوں سے لڑا رہی ہے، ملک میں امن و امان کو تہہ تیغ کر رہی ہے اور حکومتوں سے سوالات کرنے کی بجائے غیر ضروری مدعوں پر اپنا مکمل فوکس کئے ہوئی ہے، جس کے منفی اثرات سماج اور ملک میں مرتب ہو رہے ہیں۔ اس طرح کی صحافت اچھی اور صاف ستھری صحافت کی شبیہ پر ایک بدنما داغ ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ زرد صحافت نہ صرف ہندی، انگریزی اور دوسری زبانوں کے اخبارات اور ٹی وی چینلوں کے ذریعہ کھلے عام کی جا رہی ہے، بلکہ اردو اخبارات بھی اس حمام میں ننگے نظر آرہے ہیں۔ آج کے زیادہ تر اردو اخبارات بھی وہی لکھ رہے ہیں جو موجودہ حکمراں چاہتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ حکومتوں کو خوش رکھنے اور ان سے اشتہارات حاصل کرنے کے مقصد سے مکمل طور پر زرد صحافت کر رہے ہیں جو نہایت افسوسناک ہے۔ آج الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو عوام کے مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے اور نا ہی حقیقت سے کوئی واسطہ ہے۔ اس طرح صحافت کی ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے۔

ہم سب بخوبی واقف ہیں کہ اردو اخبارات اور اردو صحافت نے اپنی ابتدا سے ہی عوام اور قوم و ملک کے مفاد میں نہایت بیباکی اور منصفانہ طریقے سے اپنی آواز بلند کی ہے اور ہر طرح کے تعمیری کاموں میں بہت فعال رہی ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ تحریک آزاد ہند میں اگر اردو صحافت پوری ایمانداری کے ساتھ اپنا کام انجام نہیں دیتی تو شاید ہم لوگ آج بھی انگریزوں کے غلام رہتے اور ہمارا ملک جمہوری ملک نہیں کہلاتا۔ آج اردو اخبارات کے مالکان اور اردو صحافت سے وابستہ افراد نہ جانے کیوں اس تلخ حقیقت کو بھول گئے کہ آزادی اور انقلاب کے جذبے کو بیدار کرنے میں سب سے اہم رول اردو صحافت کا رہا ہے۔ وہ یہ بھی بھول گئے کہ اردو زبان کو فروغ دینے میں جو خدمات اردو صحافت کی رہی ہیں وہ اردو زبان کی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہندوستان میں اردو صحافت کا آغاز برٹش حکومت کے ظلم و بربریت کے خلاف اور ہندوستانی عوام کے حق میں صدائے احتجاج بلند کرنے کے لیے ہی ہوا تھا۔ خواہ وہ کلکتہ سے جاری ہونے والا اردو کا پہلا اخبار ''جام جہاں نما'' ہو یا ممبئی سے جاری ہونے والا ''آئینہ سکندری''، دہلی سے مولوی باقر کی ادارت میں شائع ہونے والا اخبار ''دلی اردو اخبار'' ہو یا مرزا پور اتر پردیش سے شائع ہونے والا ''خیر خواہ ہند''، دہلی سے شائع ہونے والا ''سید الاخبار'' ہو یا چنئی سے جاری ''جامع الاخبار''، "لکھنوٴ اخبار" ہو یا میرٹھ سے جاری ''جام جمشیدی''، آگرہ کا ''صدر الاخبار'' ہو یا چنئی کا ''آفتاب عالم تاب''، لاہور کا ''کوہ نور'' ہو یا ''اخبار طلسم" لکھنو۔ ''سحر سامری'' ہو یا ''مخزن الاخبار''، منشی نول کشور کا لکھنو سے ''اودھ اخبار'' ہو یا ''اودھ پنچ''، ''پیسہ اخبار'' ہو یا مولانا آزاد کا ''الہلال'' اور ''البلاغ''، مولانا حسرت موہانی کا ''اردوئے معلی'' ہو یا مولانا محمد علی جوہر کا ''ہمدرد''، مولانا عبدالماجد دریابادی کا ''سچ'' ہو یا پنڈت جواہر لال نہرو کا ''قومی آواز'' اس طرح کے جتنے بھی اردو اخبارات تھے وہ سب کے سب اردو صحافت کا صاف ستھرا اور نہایت شفاف آئینہ تھے اور عوام کی مضبوط آواز تھے، نیز حکومتوں کے لیے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے تھے، مگر آج کے اکثر اردو اخبارات حکومتوں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ چکے ہیں۔ ان کی صحافت نہایت کریہہ، قبیح اور غلیظ ہو چکی ہے، بقول شاعر:

صحافی ہوگیا مرحوم ، صحافت مرگئی کب کی
قلم اب جرأت اظہار رائے کو ترستا ہے

یقیناً ہم اردو والوں کے لیے زرد صحافت لمحہ فکریہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ فن صحافت کو صرف ایک پیشہ کے طور پر اور حکومتوں سے محض اشتہارات حاصل کرنے کے لیے نہ کی جائے اور نا ہی ان کے اشارے پر سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کیا جائے، بلکہ انصاف اور ایمانداری و دیانتداری کے ساتھ صحافت کی جائے۔ ساتھ ہی اس کے تمام طرح کے فوائد وثمرات سے عام الناس کو بہرور کیا جائے۔ اس لیے کہ یہ صحافت کا اہم مقصد بھی ہے۔ ڈاکٹر شنکر دیال کا خیال ہے کہ صحافت صرف ایک پیشہ نہیں ہے، بلکہ یہ تو عوام کی خدمت کا ذریعہ ہے۔ صحافی کو صرف حادثات کی تفصیل ہی پیش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ عوام کے سامنے اس کا تجزیہ بھی کرنا چاہیے۔ صحافیوں پر جمہوری روایات کی حفاظت کرنے اور امن و بھائی چارہ بنائے رکھنے کی بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہمارا جمہوری نظام بھی اس وقت مضبوط ہوگا جب صحافی سماجی ذمہ داریوں کے تئیں اپنا بامقصد کردار نبھائیں گے۔

بہر حال! میں اردو اخبارات سے ہمدردانہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا زرد صحافت سے مکمل طور پر اجتناب کیجئے، ہمارے اسلاف نے جس طرح کی بیباک، صاف ستھری اور شفاف صحافت کی ہے، ویسی ہی صحافت آپ بھی کیجئے تاکہ اپنے اسلاف کی روایت کے سچے امین اور پکے علمبردار کہلا سکیں کہ اچھی صحافت کا یہی تقاضا ہے اور اسی طرح کی صحافت سماج کا شفاف آئینہ کہلانے کی مستحق ہوگی!!!

❑❖❑

'ایکس' کی دنیا

@Hindustan Times

پانچ فٹ لمبا عصا Sengol حکمراں محاذ اور اپوزیشن کے درمیان تلخ کلامی کا سبب بن گیا ہے۔

@Daily Express

برطانیہ کے ولی عہد شہزادہ ولیم نے شہزادہ ہیری سے تعلقات منقطع کر لیے ہیں۔ یہ اقدام کئی ''دھوکہ'' کے واقعات کے بعد اٹھایا گیا ہے۔

سکای نیوز عربیه @

غزہ کی پٹی میں اسرائیل کی حالیہ بمباری میں بہت لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔

@Hindustan Times

مجلس اتحاد المسلمین کے سربراہ اسد الدین اویسی نے کہا ہے کہ صدر جمہوریہ کے خطاب میں کوئی بھی نئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے اس خطاب کو نئی بوتل میں پرانی شراب قرار دیا ہے۔

@BBC London

حالیہ قتل کی وارداتوں میں اضافہ کے بعد لندن میں عورتوں اور بچوں کے تحفظ پر بحث ومباحثہ ہو رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے حالات میں الیکشن کے قریب لیبر پارٹی کی کیا حکمت عملی ہوگی۔

@News 24

اسد الدین اویسی نے نیٹ کے امتحانات رد کیے جانے پر سرکار کو گھیرا'' آپ نے 24 لاکھ بچوں کی راتوں کی نیند برباد کردی ہے۔

@Daily Express

برطانیہ کے شہزادہ پرنس ہیری نے اپنی ذاتی زندگی سے جڑے کئی ایشوز پر روشنی ڈالی ہے۔

@The Times of India

یو جی سی اور نیٹ امتحانات پیپر لیک معاملہ پر سی بی آئی نے پٹنہ سے آسوتوش اور منیش پرتاپ کو گرفتار کیا ہے۔

@Radesh Singh Tony

فیصل آباد سکھوں کو گردوارہ کھولنے نہیں دیں گے۔

ایک مرتبہ پھر سے پنجاب حکومتی رٹ کو کھلم کھلا چیلنج فیصل آباد میں سکھ کمیونٹی کے 76 سالوں سے بند گردوارہ کھولنے کی اجازت پر فیصل آباد کے چند لوگوں کا انتظامیہ کو گردوارہ نہ کھولنے کی دھمکی اور کہا کہ کھولنے کے لیے ہماری لاش سے گزرنا ہوگا۔

@Panjab Kesari

صدر جمہوریہ ہند مرمو نے ایمرجنسی کے دور کو سیاہ دور قرار دیا اور کہا کہ ملک ایسی غیر آئینی طاقتوں پر فتحیاب ہوا ہے۔

@Tehran Times

اسرائیل میں وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو کے استعفی کا مطالبہ کرتے ہوئے مظاہرین نے قومی اور برنی شاہراہوں کو جام کیا۔

اردو DW@ قطری امیر نے دسمبر غزہ کی جنگ میں شدید زخمی ہونے والے 1500 فلسطینیوں کو علاج کے لیے قطر لانے کا اعلان کیا تھا، زیادہ تر زخمی اسرائیلی بمباری کی وجہ سے جسمانی اعضاء سے محروم ہو رہے ہیں۔

@Sahara Reporers

بولیو ما کے قومی سربراہ کو بغاوت کی ناکام کوشش کے بعد گرفتار کر لیا گیا ہے۔

@Live 4PI

حسن مژگاں کے اشارے ہیں حیا کے پابند
میزبانی کے تقاضے کریں مہمان آنکھیں

@The Live

اسپیکر کے عہدے پر دوبارہ منتخب ہونے کے بعد اوم برلا نے اپنی تقریر میں ایمرجنسی کے دور کو یاد کیا جبکہ اپوزیشن نے ان کو اپنے فرض کو یاد دلایا۔ برلا سترہویں لوک سبھا میں بھی اسپیکر تھے اور ان کی سربراہی میں ایوان زیریں کے 100 اپوزیشن لیڈروں کو معطل کیا گیا تھا۔ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔

@Siddique Jam

پاکستان:۔ خطبہ نہ دیں، تقریر نہ کریں، ہمارے سوالوں کا جواب دیں۔ جسٹس عائشہ ملک الیکشن کمیشن کے وکیل کو تمیز سکھاتے ہوئے۔

@Press Trust of India

ٹی ایم سی لیڈر مہوا موترا نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں صدر جمہوریہ کے بیان پر کہا ہے کہ قاعدے کے مطابق صدر جمہوریہ ہند حکومت کے ذریعہ تیار کی گئی تقریر ہی پڑھتی ہیں، مگر حکومت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ اس کے ممبران پارلیمنٹ کی تعداد گھٹ کر 240 رہ گئی ہے جو پہلے 303 تھی۔ یہ ایک اقلیتی حکومت ہے کیونکہ حکومت کے پاس واضح اکثریت نہیں ہے۔

@Abbas Khan

میں کوئی میز پر رکھی ہوئی تصویر نہیں
دیکھئے بات مجھے بھی بری لگ سکتی ہے
ایک ہی رات یہ منسوخ نہیں ہوسکتا
یہ تعلق ہے یہاں عمر بھی لگ سکتی ہے

@Aim Sam

ہم نے تعظیم محبت میں جھکایا سر تھا
تم نے یہ مکمل غلامی کی علامت سمجھا

@Anshul Saxsena

ہندوستانی کلاسیکی رقاصہ سول مان سنگھ نے جب دوران ایمرجنسی رقص کرنے سے انکار کردیا تو ان کو بلیک لسٹ کردیا گیا اور پھر ان کو میڈیا، ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر نہیں بلایا گیا۔

ایکس پر چلنے والے ٹرینڈ قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کیے جا رہے ہیں
ایکسیوزر کے ذریعہ ظاہر کی گئیں آراء ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح ذمہ دار نہیں